

---

## **QURANIC SERVICES OF HAZRAT ALI AND HIS FOLLOWERS**

By: **Syed Muzammil Hussain Naqvi**

**Key Words:** *Quraan, Mushaf, compilation of revelation, Hazrat Ali, Followers of Hazrat Ali, diacritical marks.*

### **Abstract**

*Quran is a complete and comprehensive book which is immune from every Flaws and defect. It was is for this reason that the infalliable Imams stressed not only on maintaining a connection with the Quran, but they also paid special attention to teaching the Quran, writing the divine revelation, compilation of the Qurans its or thography and recitation. Hazrat Ali is among the three people whose status of being the writers of the revelation is beyond any contestations. Most of the researchers and historians are of the view that it was Imam Ali who first compiled the chapters of the Holy Quran, to be followed later by Zaid bin Thabit and other companions. The Mushaf, compiled by Imam Ali, had many features which were absent in other Mushafs. Furthermore, the process of diacritical marks started by the instruction of Imam Ali. Some famous styles of recitation also owe their origins to the Imam Ali. In this article a detailed account of the basic Quranic services of Imam Ali and his folowers has been presented.*

## حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے پیروکاروں کی قرآنی خدمات

سید مزمل حسین نقوی\*

[syedmuzammilhussainnaqvi@gmail.com](mailto:syedmuzammilhussainnaqvi@gmail.com)

**کلیدی کلمات:** قرآن، مصحف، کتابت وحی، حضرت علی علیہ السلام، پیروان علی علیہ السلام، اعراب گذاری۔

### خلاصہ

قرآن کریم ایک مکمل اور جامع کتاب ہے جو ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ معصومین نے نہ تنہا قرآن کے ساتھ تعلق قائم رکھنے پر بہت زور دیا ہے، بلکہ آغاز وحی سے لے کر اب تک قرآن کی تعلیم کو عام کرنے، وحی الہی کی کتابت، اعراب گذاری، رسم الخط، جمع آوری اور قرات میں سے ہر ایک پر خصوصی توجہ دی ہے۔ جن تین افراد کے کاتبین وحی ہونے پر تمام مورخین کا اتفاق ہے ان میں حضرت علی علیہ السلام سرفہرست ہیں۔ اکثر محققین اور مورخین اس نظریہ کے قائل ہیں کہ رحلت رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام نے قرآنی سوروں کی جمع آوری کا کام انجام دیا اور آپ کے بعد زید ابن ثابت اور دوسرے صحابہ کرام نے یہ کام انجام دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے جو مصحف ترتیب دیا اس میں کئی ایسی خصوصیات پائی جاتی تھیں جو دوسرے مصاحف میں نہیں تھیں۔ اسی طرح قرآن کی اعراب گذاری حضرت علی علیہ السلام کے ارشاد پر ہوئی اور بعض مشہور قراتوں کا سلسلہ بھی حضرت علی علیہ السلام پر ختم ہوتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے پیروکاروں نے جو بنیادی قرآنی خدمات انجام دی ہیں ان کی تفصیل اس مقالہ میں پیش کی گئی ہے۔

\*- مدرس جامعۃ الرضا، بارہ کھو، اسلام آباد۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا پھر اس کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے جو صحیفے اور آسمانی کتابوں کی روشنی میں انسان کی ہدایت کرتے رہے۔ قرآن کریم وہ آسمانی کتاب ہے جو آخر نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی۔ یہ ایک مکمل اور جامع کتاب ہے۔ جو ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے۔ ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ (1)۔ یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں کی تعلیمات کی حامل ہے۔ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّبًا عَلَيْهِ (2) ترجمہ: ”اے رسول! ہم نے آپ پر ایک برحق کتاب نازل کی جو اپنے سے پہلے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اس جیسی کتاب نہ دنیا میں آئی ہے اور نہ آئے گی۔“ خود قرآن کریم واضح الفاظ میں یہ اعلان کر رہا ہے کہ:

قُلْ لَّيْسَ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِبَيِّنَاتٍ هَذَا الْقُرْآنَ لَا يَأْتُونَ بِبَيِّنَاتٍ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (3)

ترجمہ: ”اے حبیب! کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جن اس بات پر اکٹھا ہو جائیں کہ وہ قرآن جیسی کتاب لے آئیں تو وہ ہرگز نہیں لاسکیں گے چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں۔“  
قرآن کریم اسرار کائنات، اعلیٰ ترین معارف الہی، اسرار توحید، صفات انبیاء علیہم السلام، معاشرتی اصول و قوانین، شناخت انسان، اس کے کمال و فضائل، اس کا انجام، ماضی اور مستقبل کی غیبی خبریں، اجتماعی اور انفرادی حقوق جیسے تمام ضروری معارف اور حقائق کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول خدا ﷺ اور ائمہ معصومین نے قرآن کے ساتھ تعلق قائم رکھنے پر بہت زور دیا ہے۔ جو قرآن کے ساتھ تمسک رکھے گا ہر میدان میں کامیاب رہے گا۔ ہر فتنے سے محفوظ رہے گا اور دنیا و آخرت میں خوش بخت رہے گا۔ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

فَإِذَا التَّبَسُّتِ عَلَيْكُمْ الْفِتْنُ كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمَظْلَمِ فَعَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّهُ شَافِعٌ مَشْفَعٌ وَمَا حَلَّ مَصْدَقٌ وَمَنْ جَعَلَهُ أَمَامَهُ قَادَةً إِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَهُ سَاقَهُ إِلَى النَّارِ وَهُوَ الدَّلِيلُ يَدُلُّ عَلَى خَيْرٍ سَبِيلٌ وَهُوَ كِتَابٌ فِيهِ تَفْصِيلٌ وَبَيَانٌ وَتَحْصِيلٌ وَهُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ وَلَهُ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ فَظَاهِرُهُ حُكْمٌ وَبَاطِنُهُ عِلْمٌ ظَاهِرُهُ انْبِيَاءٌ وَبَاطِنُهُ عَمِيقٌ لَا تَحْصَى عَجَائِبُهُ وَلَا تَبْلَى غَرَائِبُهُ فِيهِ مَصَابِيحُ الْهُدَى وَمَنَارُ الْحِكْمَةِ (4)

ترجمہ: ”جب بھی فتنے تمہیں تاریکی شب کی طرح گھریں تو قرآن کا دامن تھام لو۔ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ جس کی شکایت تسلیم کی جاتی ہے۔ جس نے اسے راہنما بنایا، اسے جنت میں لے گیا۔ جس نے اس سے رخ پھیرا اسے جہنم کا راہی بنا دیا۔ قرآن بہترین راستے کی راہنمائی

کرنے والا ہے۔ ایسی کتاب ہے جس میں تفصیل بھی ہے، حق کا بیان اور اس کی تحصیل بھی ہے۔ حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے۔ اس میں کوئی غیر ضروری بات نہیں ہے۔ اس کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ ظاہر میں حکم ہے اور باطن میں علم۔ ظاہر خوبصورت ہے اور باطن انتہائی گہرا۔ اس کے عجائب کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے غرائب بوسیدہ نہیں ہوتے۔ اس میں ہدایت کے چراغ اور حکمت کے منار ہیں۔"

قرآن کریم کی اہمیت کے پیش نظر اہل بیت علیہم السلام اور آپ کے ماننے والوں نے آغاز وحی سے لے کر اب تک اس پر خصوصی توجہ دی ہے۔ کتابت وحی، اعراب گذاری، رسم الخط جمع آوری اور قرأت ہر ایک میں مکتب اہل بیت ہی سرفہرست نظر آتا ہے۔

### کتابت وحی

جب بھی وحی نازل ہوتی تھیں رسول خدا ﷺ اسے لکھواتے تھے۔ جو افراد وحی لکھتے تھے انہیں کاتبان وحی کہا جاتا تھا۔ ان کی تعداد کتنی تھی۔ اس بارے میں مورخین کا اختلاف ہے۔ ابن عساکر اپنی کتاب تاریخ مدینہ دمشق میں کاتبان وحی کی تعداد ۲۳، ابن عبدالبرے ۲۵ اور برہان الدین حلبی نے ۴۳ بتائی ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ نے عہد و پیمان بھی لکھوائے خطوط بھی لکھوائے آیات قرآن بھی لکھوائے اور صلح نامے بھی لکھوائے۔ پھر کچھ افراد باقاعدہ آیت لکھنے پر مامور تھے۔ ان کی عدم موجودگی میں کچھ آیات دوسرے افراد نے لکھی تھیں۔ مورخین نے ان سب کو کاتبین وحی میں شامل کر دیا۔ بہر حال تین افراد ایسے تھے جن پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ یہ کاتبین وحی تھے۔ حضرت علیؑ، حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ۔ اسی مطلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابن ابی الحدید کہتے ہیں:

كان (معاویہ) احد كتاب رسول الله ﷺ واختلف في كتابته له كيف كانت فالذی عليه المحققون من اهل السيرة ان الوحي كان يكتبه على عليه السلام وزيد بن ثابت وزيد بن ارقم وان حنظلة بن الربيع التيمي معاویہ ابن ابی سفیان كانا يكتبان له الى الملوك والى رؤساء القبائل ويكتبان حوائجه بين يديه ويكتبان مايجئ من اموال الصدقات ومايقبم في اربابها۔ (5)

یعنی: ”معاویہ رسول خدا ﷺ کے لئے کتابت کرتے تھے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ وہ کیا لکھتے تھے۔ سیرت نگار اس پر متفق ہیں کہ وحی لکھنے والے حضرت علیؑ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت زید بن ارقم تھے۔ جبکہ حنظلة بن ربیع ہتھی اور معاویہ ابن ابی سفیان حکمرانوں اور روسائے قبائل کی طرف خطوط لکھنے پر مامور تھے نیز ان کے دوسرے مسائل اور اموال و صدقات اور ان کی تقسیم کی فہرست تیار کرتے تھے۔

### اولین کاتب وحی

اس میں کوئی شک نہیں ہے حضرت علی علیہ السلام ہمیشہ رسول خدا ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔ بچپن بھی آنحضرت کے ساتھ گزرا اور جوانی بھی۔ وحی کا آغاز ہوا تب بھی آپ آنحضرت ﷺ کے زیر سایہ تھے۔ خود آپ فرماتے ہیں:

"میں بچہ ہی تھا کہ رسول خدا ﷺ نے مجھے گود میں لے لیا۔ اپنے سینے سے چمٹائے رکھتے تھے۔ بستر میں اپنے پہلو پر جگہ دیتے تھے۔ اپنے جسم مبارک کو مجھ سے مس کرتے تھے۔ اپنی خوشبو مجھے سنگھاتے تھے، پہلے آپ کسی چیز کو چباتے پھر اس کے لقمے بنا کر میرے منہ میں ڈالتے تھے۔ انہوں نے میرے میں کوئی لغزش یا کمزوری نہیں پائی۔ اللہ نے ایک عظیم الشان فرشتہ (روح القدس) ان کے ساتھ لگا دیا جو انہیں شب و روز عظیم صفات اور پاکیزہ سیرتوں پر لے کر چلتا ہے اور میں ان کے پیچھے پیچھے یوں لگا رہتا تھا جسے اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے۔ آپ ہر روز میرے لئے اخلاق حسنہ کے پرچم بلند کرتے تھے اور مجھے ان کی پیروی کا حکم دیتے تھے اور وہ ہر سال کوہ حرام میں کچھ عرصہ قیام کرتے تھے۔ وہاں میرے علاوہ کوئی نہیں دیکھتا تھا۔ اس وقت آنحضرت اور حضرت خدیجہ کے گھر کے علاوہ کسی گھر کی چار دیواری میں اسلام نہیں تھا۔ البتہ تیسرا ان میں میں تھا۔ میں وحی رسالت کا نور دیکھتا تھا اور نبوت کی خوشبو سونگھتا تھا جب آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو میں نے شیطان کی چیخ سنی۔ جس پر میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ آواز کیسی تھی۔ فرمایا یہ شیطان ہے جو اپنے پوجے جانے سے مایوس ہو گیا ہے۔ اے علی! جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو اور جو میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو مگر تم نبی نہیں ہو۔" (6)

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پہلے کاتب حضرت علی ہی تھے۔ ابی ابن کعب مدینہ میں تھے۔ زید بن ثابت مکہ میں تھے لیکن کم عمر تھے لہذا قرآن کریم کا جو حصہ مکہ میں نازل ہوا ہے اسے امیر المؤمنین ہی نے کتابت کی شکل دی۔

### جمع و تالیف قرآن

موجودہ شکل میں قرآن کی جمع آوری اور تالیف کسی خاص زمانہ کی ایجاد نہیں ہے بلکہ مختلف زمانوں میں مختلف افراد کے ہاتھوں انجام پائی۔ قرآن کے ہر سورہ کی آیات کی ترتیب اور تعداد رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں آپ کے فرمان کے مطابق مقرر ہوئی تھی۔ ہر سورت کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوتا تھا۔ آیات ترتیب نزول کے حساب سے درج کی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ دوبارہ بسم اللہ نازل ہوتی اور دوسرے سورے کا آغاز ہو جاتا تھا۔ یہ آیات کی طبعی ترتیب تھی البتہ کبھی بھی رسول خدا ﷺ حضرت جبرائیل کے کہنے پر کسی آیت کو کسی دوسرے سورہ میں قرار دے دیتے تھے۔ مثلاً آیت وَاتَّقُوا أَيَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (7) کہتے

ہیں کہ یہ آخری آیات میں سے ہے۔ رسول خدا ﷺ کے فرمان کے مطابق اسے سورہ بقرہ کی ۲۸۱ ویں آیت قرار دیا گیا ہے۔

لیکن سوروں کی ترتیب کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض محققین قائل ہیں کہ موجودہ شکل میں جو قرآن موجود ہے اسی دور میں رسول خدا ﷺ کے دور میں تھا کیونکہ بہت سے افراد نے اس وقت حفظ کر لیا تھا اور حافظ قرآن کہلاتے تھے۔ نیز بعید ہے کہ اس قدر اہم ترین مسئلہ کی طرف آنحضرتؐ نے توجہ نہ دی ہو اور آپ کی رحلت کے بعد اسے مرتب کیا گیا ہو۔ جبکہ بعض محققین اسی نظریے کے قائل نہیں ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس دور میں حافظین کا ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ سوروں کے درمیان بھی ترتیب پائی جاتی ہو۔ اس دن تک جتنا قرآن نازل ہو چکا تھا اگر کوئی اسے حفظ کرے تو اسے حافظ قرآن کہیں گے۔ لہذا تمام قرآن کا حفظ کر لینا اس کی ترتیب پر دلالت نہیں کرتا۔ یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ مسئلہ ترتیب بہت اہم تھا بلکہ ہر سورہ کی تکمیل اور دوسرے سورہ سے الگ ہونا، مہم ہے تاکہ ایک سورے کی آیات دوسرے سورہ کے ساتھ مخلوط نہ ہو جائیں۔ یہ بات آنحضرتؐ کے دور میں طے ہو گئی تھی۔ لیکن قرآن کے اختتام تک اسے ترتیب وار مرتب کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ آپ کی زندگی کے آخری لمحات تک سوروں اور آیات کے نزول کا امکان تھا۔ لہذا واضح ہے کہ نزول قرآن کے بعد ترتیب ممکن ہے اور یہ اختتام آنحضرتؐ کی حیات طیبہ کے بعد ممکن ہے۔ اکثر محققین اور مورخین قائل ہیں کہ سوروں کی جمع آوری اور ترتیب رحلت رسول ﷺ کے بعد سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں انجام پائی۔ پھر زید ابن ثابت اور دوسرے صحابہ کرام نے یہ کام لیا۔

بہر حال امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رحلت رسول ﷺ کے بعد قرآن کی جمع آوری کا کام شروع کیا۔ روایات کے مطابق چھ ماہ تک خانہ نشین رہے اور فقط اسی کام میں مشغول رہے۔ ابن ندیم کہتے ہیں:

"حضرت علی علیہ السلام نے سب سے پہلے قرآن کو کتابی شکل میں مرتب کیا یہ مصحف آل جعفر کے پاس تھا۔" ان کا مزید کہنا ہے کہ: "میں نے ابو یعلیٰ حمزہ حسنی کے پاس ایک مصحف دیکھا۔ یہ مصحف حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ سے لکھا ہوا تھا۔ اس کے کچھ صفحات پھٹ چکے تھے۔ یہ مصحف امام حسن علیہ السلام کی اولاد کو میراث میں ملا تھا۔" اسی طرح محمد ابن سرین کہتے ہیں کہ:

لما بویع ابو بکر الصديق ابطأ على عن بيعته و جلس في بيعته فبعث اليه ابو بكر ما ابطأ بك عنى اكرهت امارتى فقال على ﷺ ما اكرهت امارتك ولكنى آليت الا ارتدى ردائى الا الى صلاة حتى اجمع القرآن. قال ابن سرين

فبلغنى انه كتب على تنزيله ولو اصاب ذلك الكتاب لوجد فيه علم كثير۔ (8)

یعنی: "جب حضرت ابو بکر صدیق کی بیعت کی تو حضرت علی علیہ السلام نے بیعت سے اعراض کیا اور خانہ نشین ہو گئے۔ حضرت ابو بکر نے آپؐ کی طرف پیغام بھیجا کہ کیا آپ کو میری حکومت ناپسند ہے۔ فرمایا مجھے تیری حکومت ناپسند نہیں ہے لیکن میں نے خود سے عہد کر رکھا ہے کہ سوائے وقت نماز کہ عبا نہیں پہنوں گا یہاں تک کہ قرآن کو جمع نہ کر لوں۔"

ابن سیرین کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپؐ نے قرآن کو اس کی ترتیب نزول کے مطابق جمع کیا ہے۔ اگر یہ قرآن مل جاتا تو اس میں علم کا بکیر بیکراں ہوتا۔ حضرت علی علیہ السلام نے جو مصحف ترتیب دیا تھا۔ اس میں کئی ایسی خصوصیات پائی جاتی تھیں جو دوسرے مصاحف میں نہیں تھیں۔

الف: تمام آیات اور سورتوں کو ترتیب نزول کے مطابق مرتب کیا گیا تھا۔ یعنی اس مصحف میں مکی کو مدنی سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ آیات کی تاریخی حیثیت اور مراحل کو واضح کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے احکام خصوصاً مسئلہ نسخ و منسوخ آسانی سے واضح ہو جاتا ہے۔

ب: اس مصحف میں رسول خدا ﷺ کی قرأت کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اصلی ترین قرأت یہی ہے۔ اس میں اختلاف قرأت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ چونکہ اس سے قرآن کا فہم و ادراک اور آیات کی صحیح تفسیر آسانی سے معلوم ہو جاتی تھی۔ یہ بات بہت اہم ہے۔ کیونکہ بسا اوقات اختلاف قرأت مفسر کو غلط راستے پر لگا دیتا ہے۔ لیکن اس مصحف میں مفسر گمراہی سے محفوظ رہتا ہے۔

ج: یہ مصحف تنزیل اور تاویل پر مشتمل تھا۔ یعنی اس کے حاشیہ پر ان موارد اور واقعات کو ذکر کیا گیا تھا جو آیات یا سورہ کے نزول کا باعث تھے۔ یہ حواشی قرآنی مفاہیم کو سمجھنے اور ابہامات کو حل کرنے میں مددگار تھے۔ حواشی پر اسباب نزول کے علاوہ تاویلات بھی ذکر کی گئی تھیں۔ یہ تاویلات درحقیقت وہ کلی مفاہیم ہیں جو آیات کے مخصوص مفاہیم سے اخذ کئے گئے تھے۔ یہ بات آیات کے سمجھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

خود امیر المومنین فرماتے ہیں: "ولقد احضروا الكتاب كمالا مشتملا على التنزيل والتاويل - (9) یعنی: "میں ان کے پاس ایسی کتاب لایا تھا جو تنزیل و تاویل پر مشتمل تھی۔" اگر رحلت رسول ﷺ کے بد اس مصحف سے فائدہ اٹھایا جاتا تو آج فہم قرآن کی بہت سی مشکلات حل ہو جاتی۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابن جزئی کہتے ہیں:

فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم قعد علي بن ابى طالب رضى الله عنه فى بيته فجمعه على

ترتيب نزوله ولو وجد مصحفه لكان فيه علم كثير ولكنه لم يوجد - (10)

یعنی: ”جب رسول خدا ﷺ کی رحلت ہوئی تو علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور قرآن کو ترتیب نزول کے مطابق جمع کیا۔ اگر وہ مصحف مل جاتا تو اس میں علم کا بحر بیکراں ہوتا لیکن افسوس کہ وہ نہ مل سکا۔“  
عکرمہ کہتے ہیں:

لو اجتمعت الانس والجن علی ان یوفوه ذلک التالیف ما استطاعوا۔ (11)

یعنی: ”اگر تمام انس و جن مل بھی جائیں تب بھی اس جیسی تالیف نہیں کر سکتے۔“  
محمد بن سرین نے جب عکرمہ سے یہ بات سنی تو انہیں اس کا بہت اشتیاق پیدا ہوا۔ اسے تلاش بھی کیا۔ کہتے ہیں:

فطلبت ذلک الكتاب وکتبت فیہ الی المدینة فلم اقدر علیہ (12)

یعنی: ”میں نے اسے بہت تلاش کیا یہاں تک کہ مدینہ بھی خط لکھا لیکن وہ نسخہ نہ ملا۔“

### مصحف علیؑ کا انجام

سلیم ابن قیس کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے قرآن کو جمع کیا۔ مسجد نبویؐ میں آئے حضرت ابو بکر کے پاس جمع تھے۔ آپؓ نے سب کو مخاطب کر کے بلند آواز میں کہا۔ اے لوگو! جس دن سے رسول خدا ﷺ اس دنیا سے گئے ہیں اسی دن سے میں قرآن جمع کرنے میں مشغول رہا۔ اب میں نے اسے ایک کپڑے میں جمع کر دیا ہے۔ خدا نے اپنے رسول پر جو آیت نازل کی تھی میں نے اسے اس پر لکھ دیا ہے۔ ہر آیت کو رسول خدا ﷺ کے سامنے پڑھتا تھا اور آپؓ مجھے اس کی تعبیر بتا دیتے تھے۔ یہ سب کچھ میں نے جمع کر دیا ہے۔ اب اسے تمہارے پاس لایا ہوں تاکہ کل تم یہ نہ کہو کہ ہمیں معلوم نہیں تھا۔ ایک شخص اٹھا اور کہا ہمیں آپ کے جمع کردہ قرآن کی ضرورت نہیں ہے۔ (13)

حالانکہ یہ سب کچھ رسول خدا ﷺ کے حکم پر کیا گیا تھا۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے امیر المؤمنین علیؑ سے کہا تھا:

یا علی القرآن خلف فراشی فی الصحف والحریر والقراطیس فخذو وواجمعوہ ولا تضیعوہ کما ضیعت

الیہود التوراة۔ (14)

یعنی: ”اے علیؑ! یہ قرآن چمڑے، کپڑے اور کاغذ پر لکھا ہوا ہے اسے لے لو اور جمع کرو۔ اسے اس طرح ضائع نہ کر دینا جس طرح یہودیوں نے تورات کو ضائع کر دیا تھا۔“

امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے بعد جن صحابہ نے قرآن جمع کیا وہ زید بن ثابت، عبداللہ ابن مسعود، ابی ابن کعب، مقداد ابن اسود، ابی حذیفہ کے غلام سالم، معاذ ابن جبل، ابو درداء عبداللہ ابن عباس، عمار یاسر اور ابو موسیٰ

اشعری ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ زید ابن ثابت اور ابو موسیٰ اشعری کے علاوہ سب امیر المؤمنینؑ کے دوست اور مکتب اہل بیت سے تعلق رکھتے تھے۔ انہی کی قرأت کو بہت اہمیت دی جاتی تھی کیونکہ ان کے بارے میں رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

استقبروؤ القرآن من اربعة من من عبد الله ابن مسعود و سالم مولیٰ ابی حذیفۃ و ابی بن کعب و معاذ بن جبل۔ (15)

یعنی: ”قرآن کو چار افراد سے پڑھو عبد اللہ ابن مسعود، ابی حذیفہ کے غلام سالم، ابی ابن کعب اور معاذ ابن جبل۔“

ان میں سے بعض مصحف عالم اسلام میں مرجع کی حیثیت سے سامنے آئے۔ مثلاً عظیم صحابی عبد اللہ ابن مسعود کا مصحف اہل کوفہ کے لئے، مصحف ابی ابن کعب اہل مدینہ کے لئے مصحف ابو موسیٰ اشعری اہل بصرہ کے لئے اور مقداد ابن اسود شام والوں کے لئے مرجع شمار ہوتا تھا۔ (16)

### وحدت مصحف

رحلت رسول اللہ ﷺ کے بعد کا دور قرآن کی جمع آوری کا دور کہلاتا ہے۔ بڑے بڑے صحابہ اپنے علم اور ذوق کے مطابق قرآنی آیات اور سورہ کو مرتب کرنے لگے۔ ہر ایک نے اپنا ایک مخصوص مصحف تیار کیا۔ جو خود نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے دوسروں سے کام لیا۔ اسلامی مملکت کی حدود کے وسیع ہونے سے قرآنی نسخوں میں بھی اضافہ ہوا۔ مصاحف کو جمع کرنے والے متعدد تھے۔ ان کا آپس میں کوئی رابطہ بھی نہیں تھا، صلاحیت، استبداد اور توانائی کے لحاظ سے بھی برابر نہیں تھے۔ اس لئے طرز تحریر، ترتیب اور قرأت وغیرہ کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ مصاحف اور قرأت کا اختلاف لوگوں میں اختلاف کا باعث بنا۔ دور دراز علاقوں میں رہنے والے جب جنگ یا کسی اور مناسبت سے جمع ہوتے تو اپنے عقیدہ اور نظریہ کی بنا پر ایک دوسرے کو زیر کرنے کی کوشش کرتے۔ کبھی کبھی تو دست و گریبان بھی ہو جاتے۔ جنگ ارمنستان سے واپسی پر حذیفہ یمانی سے سعید ابن عاص نے کہا:

میں نے ایک ایسی بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ اگر اس سے چشم پوشی کی گئی تو قرآن کے متعلق شدید اختلاف کا خطرہ ہے جس کا کوئی راہ حل بھی نہیں ہے۔ پوچھا قصہ کیا ہے؟

کہا میں نے حمص والوں کو دیکھا وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی قرأت سے بہتر کوئی قرأت نہیں ہے۔ انہوں نے قرأت کو مقداد سے لیا ہے۔ اہل دمشق کہتے ہیں کہ ان کی قرأت سب سے بہتر ہے۔ کوفیوں نے ابن مسعود کی قرأت کو اختیار کر رکھا ہے۔ ان کی قرأت کے متعلق ان کا یہی کہنا ہے۔ بصرہ والے ابو موسیٰ اشعری کی قرأت کے مطابق قرآن پڑھتے ہیں۔

جب حدیفہ اور سعید کوفہ پہنچے تو اہل کوفہ کے سامنے اس موضوع کو دکھا۔ انہیں آنے والے خطرہ سے آگاہ کیا۔ بہت سے صحابہ اور تابعین ان کے ہم خیال ہو گئے۔ ابن مسعود کے ساتھیوں نے مخالفت کی کہ ہم پر کیوں اعتراض کرتے ہو ہم ابن مسعود کی قرأت کے مطابق قرآن پڑھتے ہیں۔ حدیفہ اور ان کے حامی مشتعل ہو گئے اور کہنے لگے خاموش ہو جاؤ تم غلطی پر ہو۔ خدا کی قسم اگر زندہ رہے تو خلیفہ المسلمین حضرت عثمان سے ضرورت بات کریں گے تاکہ کوئی راہ حل نکالا جاسکے۔ حدیفہ جب ابن مسعود سے ملے تو ان سے بھی اس موضوع پر بات کی لیکن انہیں غصہ آ گیا۔ دونوں کے درمیان تلخ کلامی بھی ہوئی۔ سعید ناراض ہو کر چلے گئے لوگ پر اگندہ ہوں گے اور حدیفہ غصہ کے عالم میں حضرت عثمان سے ملنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ (17)

### حدیفہ مدینہ میں

قرآن کے متعلق اختلاف سے حدیفہ خوش نہیں تھے۔ جنگ ارمنستان سے واپسی پر کوفہ میں موجود اصحاب رسول سے بات کی۔ اس سے پہلے کہ یہ اختلاف دوسرے شہروں تک پہنچے اس کے حل کے سلسلہ میں ان سے مشورے کئے۔ حدیفہ کی نظریہ تھی کہ حضرت عثمان کو آمادہ کیا جائے کہ وہ لوگوں کو ایک ہی قرأت کا پابند کرے۔ لہذا وہ مدینہ آئے اور حضرت عثمان پر زور دیا کہ وہ وحدت مصحف کے سلسلے میں کام کریں۔ تاریخی حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ وحدت مصحف کا اعزاز حضرت حدیفہ کو حاصل ہے۔ اگر وہ کوشش نہ کرتے، اس قدر بھاگ دوڑ نہ کرتے اور حضرت عثمان کو مجبور نہ کرتے تو اس صورت میں قرآن جمع نہ ہوتا۔ صحیح بخاری کے شارح بدالدرین العینی کہتے ہیں:

ان حدیفہ قدم من غزوة فلم یدخل بینہ حتی اتی عثمان فقال یا امیر المؤمنین ادرک الناس قال و ما ذلک قال غزوت فرج ارمینية فاذا اهل الشام یقراون بقراءة ابی بن کعب فیاتون عالم یسمع اهل العراق واذا اهل العراق یقراون بقراءة عبد الله ابن مسعود فیاتون عالم یسمع اهل الشام

فیکفر بعضهم بعضاً۔ وکان هذا سبباً لجمع عثمان القرآن فی المصحف۔ (18)

یعنی: ”حدیفہ غزوہ سے واپس آئے گھر بھی نہیں گئے پہلے حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا۔ اے امیر المؤمنین لوگوں کا کچھ کرو۔ پوچھا کیا ہوا۔ کہا میں جنگ ارمینیا سے آیا تو دیکھا اہل شام ابی بن کعب کی قرأت کے مطابق قرآن پڑھتے ہیں اور ایسی بات لاتے ہیں جسے اہل عراق نے نہیں سنا اور اہل عراق عبد اللہ ابن مسعود کی قرأت کے مطابق پڑھتے ہیں اور ایسی بات لاتے ہیں جسے اہل شام نے نہیں سنا۔ اسی بنا پر ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔“

یعنی کہتے ہیں کہ یہی بات حضرت عثمان کے قرآن کو جمع کرنے کا باعث بنی۔ حدیفہ یمانیؓ رسول خدا ﷺ کے صحابی اور امیر المؤمنینؓ کے خاص ساتھیوں میں سے تھے۔ علامہ حلی کہتے ہیں: حدیفہ بن الیمان العبسی رحبہ عدادہ فی

الانصار احد الارکان الاربعة من اصحاب امیر المومنین۔ (19) یعنی: "حذیفہ ابن یمانؓ عیسیٰ کا شمار انصار اور امیر المومنین کے ان ساتھیوں میں سے تھے جنہیں ارکان اربعہ کہا جاتا ہے۔ حذیفہؓ، سلمان فارسیؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ کو امیر المومنین کے ارکان اربعہ کہا جاتا تھا رسول خدا ﷺ نے حذیفہ اور عمار یاسر کو آپس میں بھائی بنایا تھا۔ (20) ان کے دو بیٹے جنگ صفین میں شہید ہوئے تھے۔ حذیفہؓ نے انہیں وصیت کی تھی کہ ہمیشہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ رہنا۔ مسعودی اپنی مشہور کتاب مروج الذهب میں لکھتے ہیں: "حذیفہ ابن یمان کو جب حضرت علیؓ کی خلافت کی خبر ملی تو چلا کر کہنے لگے مجھے باہر لے چلو اور لوگوں کو ملاؤ جب انہیں مسجد میں لے جایا گیا تو انہوں نے حمد خدا کے بعد رسول اور آل رسول پر درود بھیجا پھر کہا لوگوں کے نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے تم بھی تقویٰ اختیار کرتے ہوئے ان کی بیعت کرو اور مدد کرو خدا کی قسم علیؓ اول و آخر حق پر ہیں۔ وہ تمہارے نبی کے بعد سب سے افضل ہیں اور قیامت تک افضل رہیں گے۔"

اس کے بعد انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ پر داہنا ہاتھ رکھ کر کہا اے اللہ تو گواہ رہنا کہ میں نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی ہے۔ پھر بولے اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے آج تک زندہ رکھا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں سعید اور صفوان سے کہا تم علیؓ کا ہمیشہ ساتھ دینا۔ انہیں متعدد لڑائیاں پیش آئیں گی جن میں بے شمار لوگ قتل ہوں گے۔ تم ان کا ساتھ دینے سے کبھی دریغ نہ کرنا کیونکہ وہی درحقیقت حق پر ہیں اور جو ان کے مخالف ہیں وہ باطل کی پیروی کر رہے ہیں۔ مسعودی کہتے ہیں کہ سعد اور صفوان جنگ صفین میں شہید ہوئے تھے۔ (21)

حذیفہ ابن یمان کی کوششوں اور بے پناہ اصرار پر حضرت عثمان نے قرآن جمع کرنے کا حکم دیا۔ پہلے زید ابن ثابت کی سربراہی میں چار افراد سعید ابن عاص، عبد اللہ ابن زبیر اور عبدالرحمن ابن حارث پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی لیکن یہ چاروں افراد اس کام کو انجام دینے سے قاصر رہے۔ پھر آٹھ افراد کا اضافہ کیا اور ابی ابن کعب کو سربراہ مقرر کیا گیا وہ آیات لکھواتے تھے اور یہ افراد لکھتے تھے۔

### ابی ابن کعب

ابی ابن کعب کا شمار رسول خدا ﷺ کے عظیم صحابیوں میں سے ہوتا تھا۔ قرآنی علوم کے سلسلے میں ان کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔ قوادہ کہتے ہیں کہ انس نے رسول خدا ﷺ سے سنا کہ آپ نے ابی ابن کعب سے فرمایا: ان اللہ عزوجل امرنی ان اقر اعلیک القرآن۔ (22) یعنی: "اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کے سامنے قرآن پڑھوں۔" اس کا مطلب ہے کہ خود رسول خدا ﷺ نے انہیں قرآن کی تعلیم دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ میں اگر کسی قرآن کے سلسلے میں اختلاف ہو جاتا تو انہی کی طرف رجوع کرتے۔

ابی ابن کعب امیر المؤمنین کے مخلص ساتھیوں میں سے تھے جو سقیفہ کی کاروائی سے الگ رہے۔ انہوں نے بھی حضرت ابو بکر کی بیعت کا انکار کیا تھا اور حضرت علی علیہ السلام کی خلافت پر اصرار کرتے تھے۔ شیخ صدوق کہتے ہیں۔  
دو صحابہ جنہوں نے حضرت ابو بکر کی خلافت کا انکار کیا تھا اور حضرت علی علیہ السلام کو مقدم سمجھتے تھے ان کی تعداد بارہ تھی۔ مہاجرین میں سے خالد بن سعید، مقداد ابن اسود، ابی ابن کعب، عمار یاسر، ابوذر غفاری، سلمان فارسی، عبداللہ ابن مسعود اور بریدہ اسلمی جبکہ انصار میں سے خذیمہ بن ثابت، سہل ابن حنیف، ابو ایوب انصاری اور ابو ہیشم ابن التیمان۔ (23)

حضرت ابو بکر کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ابی ابن کعب نے کہا: "اے ابو بکر دوسرے کے حق کو ضائع نہ کرو۔ سب سے پہلے رسول خدا ﷺ کی وصیت کی مخالفت نہ کرو۔ ان کے جانشین و خلیفہ کے سلسلے میں انہی کے حکم کی اطاعت کرو۔ حق اس کے مالک کو واپس کر دو تاکہ سالم اور محفوظ ہو جاؤ۔ ایسا کام نہ کرو کہ پچھتا نا پڑے۔ اپنے کئے ہوئے سے توبہ کرو تاکہ تمہارا اتناہ معاف ہو سکے۔ خدا نے جس امر کو دوسرے کے لئے متعین کیا ہے اسے اپنے لئے مخصوص نہ کرو تاکہ اپنے اعمال کے عذاب میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔" (24)

ماہ مبارک کے پہلے جمعہ کو جب حضرت ابو بکر خطبہ دے رہے تھے تو ابی ابن کعب اٹھے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا:

"اے گروہ مہاجرین خدا کی خوشنودی کو ہمیشہ اپنی نگاہ میں رکھو خدا نے بھی قرآن میں تمہاری مدح کی ہے۔ اے گروہ انصار تم شہر ایمان میں قیام پذیر ہو۔ خدا نے اپنی کتاب میں تمہاری تعریف کی ہے۔ تم گذشتہ واقعات اور پیغمبر اسلام ﷺ کی باتوں کو بھلا دیا ہے یا صرف فراموشی کا اظہار کر رہے ہو؟ کیا تم حقائق کو تبدیل کر رہے یا تم مغلوب و عاجز ہو گئے ہو کیا تم بھول گئے ہو کہ رسول اللہ ﷺ آئے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کو بلند کر کے غدیر خم میں فرمایا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں اس اس کے علی مولا ہیں اور جس کا میں نبی ہوں اس کے علی امیر ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔ اے علی تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ ہر زمانے میں میرے بعد تمہاری اطاعت ایسے ہی واجب ہے جیسے میری زندگی میں میری اطاعت واجب ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہل بیت کو مقدم رکھنا اور ان پر کسی کو مقدم نہ کرنا انہیں اپنا امیر ماننا ان پر حکومت نہ کرنا۔" (25)

### اعراب اور نقط گذاری

ابتداء میں عربی رسم الخط نقطوں کی طرح حرکات یعنی زیر، زبر اور پیش وغیرہ سے بھی خالی تھا۔ قرآن بھی شروع میں حرکات اور اعراب نہیں تھے۔ صدر اسلام میں مسلمان قرآن کو زبانی یاد کرتے تھے۔ چونکہ اس دور میں

مسلمانوں کی اکثریت عربی تھی۔ نیز حافظ قرآن بھی کثیر تعداد میں تھے۔ اس لئے وہ لوگ قرآن کو صحیح پڑھتے تھے۔ پہلی صدی کے اختتام پر غیر عرب مسلمان بھی اسلامی سلطنت میں داخل ہو گئے۔ وہ عربی زبان سے نا آشنا تھے۔ ان کے لئے حرکات، اعراب اور علامات ضروری تھیں۔ تاکہ قرآن کو صحیح پڑھ سکیں۔ مثلاً عربی طبعی طور پر آیت کَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (26) میں کتب کو صیغہ معلوم کے ساتھ پڑھتا ہے۔ آیت کُنِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ میں کتب کو صیغہ مجہوی کے ساتھ پڑھتا ہے لیکن غیر عربی نہیں سمجھ سکتا کہ اسے معلوم پڑھنا ہے یا مجہول یعنی اسے نہیں پتا چلتا کہ اسے کَتَبَ پڑھنا ہے یا کتب۔ آیت اِنَّ اللّٰهَ بَرِي (توبہ: ۳) میں ایک شخص رسولہ کو رسولہ پڑھ رہا تھا۔ اس صورت میں آیت کا معنی بنتا ہے کہ خدا مشرکین اور اپنے رسول سے بیزار ہے۔ جب ابو الاسود نے اسے اس طرح پڑھتے ہوئے سنا تو کیا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ لوگ اس حد تک پہنچ جائیں گے۔ (27)

انہی مشکلات کی وجہ سے قرآن پر اعراب لگائے گئے اور نقط گذاری کی گئی۔ یہ کام امیر المؤمنین کے شاگرد ابو الاسود دوکلی اور ان کے شاگرد یحییٰ بن یمر اور نصر ابن عاصم نے کیا۔ ابو اسود نے علم نحو یعنی عربی گرامر حضرت علی علیہ السلام سے سیکھی تھی۔ ذہبی لکھتے ہیں: قال محمد بن سلام الجمہی ابو الاسود هو اول من وضع باب الفاعل والمفعول والمضاف وحرف الرفع والنصب والجزم والجزم فأخذ ذلك عن يحيى بن يعمر؛ قال ابو عبيدة اخذ ابو الاسود عن علي العربية (28) یعنی: ”محمد بن سلام جمہی کہتے ہیں کہ ابو اسود وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے باب فاعل مفعول، مضاف، حرف پیش، زر، زیر، جزم جہی اصطلاحیں ایجاد کیں۔ پھر ان سے یہ علم یحییٰ بن یمر نے حاصل کیا۔“ ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ یہ عربی گرامر ابو الاسود نے حضرت علی علیہ السلام سے سیکھی تھی۔ ”صلاح الدین الصغدی کہتے ہیں: هو اول من نقط المصاحف ووضع للناس علم النحو وهو تابعي شيعي شاعر نحوي (29) یعنی: ”ابو الاسود دوکلی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن پر نقطے لگائے اور لوگوں کے لئے علم نحو کو ایجاد کیا۔ یہ تابعین میں سے تھے اور شیعہ، شاعر اور علم نحو کے موجد تھے۔“

زر کشی اہل سنت کے بہت بڑے مفسرین کہتے ہیں: اول من نقط المصحف ابو الاسود الوولي۔ (30) یعنی: ”قرآن پر سب سے پہلے جس نے نقطے لگائے وہ ابو الاسود دوکلی ہیں۔“

ذہبی کہتے ہیں کہ ابو الاسود نے زیاد سے کہا کہ مجھے ایک کاتب دو جب کاتب دیا گیا تو اس سے ابو الاسود نے کہا جب کسی حرف کو ادا کرتے ہوئے اپنے ہونٹ کھولوں تو اس حرف پر نقطہ لگا دینا اگر تم دیکھو کہ میں منہ بند کرتا ہوں تو اس کے سامنے نقطہ لگانا اور اگر توڑوں تو نیچے نقطہ لگانا۔ (31)

بعض کا نظریہ ہے کہ سب سے پہلے یحییٰ بن یعمر نے قرآن پر نقطے لگائے تھے۔ ابن کثیر کہتے ہیں: یحییٰ بن یعمر کان قاضی مرو و هو اول من نقط المصحف وكان من فضلاء الناس و علمائهم وكان احد الفصحاء اخذ العربية عن ابی الاسود الوؤلی۔ (32) یعنی: ”یحییٰ بن یعمر مرو کے قاضی تھے۔ یہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن پر نقطے لگائے۔ ان کا شمار علماء اور فضلاء میں سے ہوتا ہے۔ بہت ہی فصیح زبان تھے۔ عربی گرائمر ابوالاسود دوکلی سے سیکھی تھی۔“

ابوالاسود دوکلی اور یحییٰ بن یعمر دونوں شیعہ تھے۔ ابن خلکان یحییٰ ابن یعمر کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ بصرہ کے قاری تھے اور انہوں نے عربی گرائمر ابوالاسود سے سیکھی تھی۔ پھر کہتے ہیں: ”دونوں ابتدائی شیعوں میں سے تھے جو اہل بیت کی فضیلت کے قائل تھے۔ فضلاء کے نزدیک قابل وثوق تھے۔“ (33)

### سات قاری

پہلے مرحلہ میں سات قاریوں کے نام آتے ہیں۔ عبداللہ ابن عامر یحییٰ بن عبداللہ ابن کثیر درامی، عاصم ابن ابی النجود، ابو عمرو ابن علاء مارنی، حمزہ بن حبیب، زبات، نافع بن عبدالرحمن البیہقی اور علی ابن حمزہ کسائی۔

عبداللہ ابن عامر شام کے قاری تھے۔ ۱۱۸ھ میں فوت ہوئے۔ عبداللہ ابن کثیر ورامی مکہ کے قاری تھے۔ ۲۰ھ میں فوت ہوئے۔ عاصم ابن ابی النجود اسدی کوفہ کے قاری تھے۔ ۲۸ھ میں فوت ہوئے۔ زبان ابو عمرو ابن علاء متوفی ۱۵۲ھ بصرہ کے قاری تھے۔ حمزہ ابن حبیب متوفی ۱۵۶ھ کوفہ کے قاری تھے۔ نافع ابن عبدالرحمن البیہقی متوفی ۱۲۹ھ مدینہ کے قاری تھے۔ اور علی ابن حمزہ کسائی متوفی ۱۸۹ھ کوفہ کے قاری تھے۔ عاصم، زبان ابو عمرو، حمزہ اور علی ابن حمزہ کسائی شیعہ تھے۔ طبقات القراء پر لکھی گئی کتب اس کی گواہ ہیں۔ عبداللہ ابن عامر کا تعلق بنو امیہ سے تھا۔ جبکہ عبداللہ ابن کثیر اور نافع ابن عبدالرحمن مجہول الحال ہیں۔ البتہ چونکہ دونوں ایرانی تھے اس لئے بعض مورخین نے انہیں بھی شیعہ کہا ہے۔ عاصم، زبان ابو عمرو اور علی ابن کسائی کی قراءات کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ سیوطی کہتے ہیں: واضح القراءات سنداً نافع وعاصم وافصها ابو عمرو وكسائی (34) یعنی: ”سند کے لحاظ سے صحیح ترین قراءت نافع اور عاصم کی ہے اور فصاحت کے لحاظ سے ابو عمرو اور کسائی کی قراءات ہیں۔“ آج اکثر اسلامی ممالک میں عاصم کی قراءت کے ساتھ قرآن پڑھا جا رہا ہے۔ یہ قراءت ان کے شاگرد حفص بن سلیمان کے ذریعہ نقل ہوئی ہے۔

\*\*\*\*\*

## حوالہ جات

- 1- بقرہ: ۲/۵
- 2- مائدہ: ۲۸
- 3- اسراء: ۸۸
- 4- شیخ کلینی، الکافی، ج ۲، ص ۵۹۹، دارالکتب الاسلامیہ - تہران، ایران
- 5- ابن ابی الحدید معتزلی، شرح نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۳۳۸، داراحیاء الکتب العربیہ - طبع اول ۱۹۵۹ء
- 6- نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹، ص ۲۶۸، خطبہ قاصعہ
- 7- بقرہ: ۲۸۱
- 8- ابن عبد البر، الاسعیاب، ج ۳، ص ۹۷۳، بیروت، دارالجبل، طبع اول ۱۴۱۲ھ
- 9- شیخ طوسی، الاحتجاج، ج ۱، ص ۳۸۳، دارالنعمان، نجف اشرف، ۱۹۶۶ء
- 10- ابن جزئی کلینی، التخصیص لعلوم التنزیل، ج ۱، ص ۴، ناشر، لبنان، دارالکتب العربی، طبع چہارم، ۱۹۸۳ء
- 11- سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۶۲، دارالفکر لسان، طبع اول ۱۹۹۶ء
- 12- ایضاً
- 13- کتاب سلیم بن قیس، ص ۱۴، شیخ طبرسی، الاحتجاج، ج ۱، ص ۱۰۶، دارالنعمان، نجف اشرف، طبع ۱۹۶۶ء
- 14- ابراہیم قمی، تفسیر القمی، ج ۲، ص ۴۵۱، مطبعۃ النجف
- 15- امام بخاری، صحیح بخاری، ج ۴، ص ۲۱۸، دارالفکر، لبنان، طبع ۱۹۸۱ء
- 16- ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ج ۳، ص ۱۱۱، دارصادر، بیروت، طبع ۱۹۶۶ء
- 17- ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ج ۳، ص ۱۱۱
- 18- عمدۃ القاری، ج ۲، ص ۱۸، داراحیاء التراث العربی، بیروت
- 19- خلاصۃ الاقوال، ص ۱۳۱، موسسۃ النشر الاسلامی، ایران، طبع اول ۱۴۱۷ھ
- 20- شیخ طوسی رجال الطبری، ص ۶۰، موسسۃ النشر الاسلامی، ایران، طبع اول ۱۴۱۵ھ
- 21- محسن امین، اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۵۹۳، دارالتعارف للطبوعات، بیروت، لبنان، طبع ۱۹۸۳ء
- 22- مسعودی، مروج الذهب، ص ۳۰۱، حذیفہ بن الیمان وایناہ
- 23- نسائی، فضائل الصحابہ، ص ۴۰، دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان
- 24- شیخ صدوق، الخصال، ص ۴۶۱، منشورات جامعۃ المدر سین قم، ایران، طبع ۱۴۰۳ھ
- 25- طبرسی، الاحتجاج، ج ۱، ص ۱۰۲، دارالنعمان، نجف اشرف، طبع ۱۹۶۶ء
- 26- الاحتجاج، ج ۱، ص ۵۵
- 27- انعام: ۵۳
- 28- ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، ج ۲، ص ۲۵، دارالفکر، بیروت، لبنان، طبع ۱۴۱۵ھ

- 28- ذہبی، سیر اعلام النبلاء ج ۴، ص ۸۳، موسسہ الرسالیہ، بیروت، لبنان، طبع ۱۹۹۳ء
- 29- صفدی، الوافی بالوفیات، ج ۱۶، ص ۳۰۵، دار احیاء التراث بیروت، لبنان، طبع ۲۰۰۰ء
- 30- ابرہان، ج ۱، ص ۲۵۰، دار المکتب العربیہ، بیروت، طبع ۱۹۵۷ء
- 31- سیر اعلام النبلاء ج ۴، ص ۸۳، موسسہ الرسالیہ، بیروت، لبنان، طبع نهم ۱۹۹۳ء
- 32- ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۹، ص ۸۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۹۸۸ء
- 33- ابن خلکان، وفيات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ج ۶، ص ۱۷۳، دار الشافعیہ، لبنان۔
- 34- الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۲۱۶، دار الفکر، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۹۹۶ء